اوراقِ علمیہ (1)

نظریں جھکانے کا ایک باب

اعداد :

فیضان فیصل

(جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ)

https://t.me/AuraqIlmiah

آنکھ دل کی سفیر ہے۔ شادمانی و مسرات کا وسیلہ بھی ہوتی ہے اور آلام و حسرات کا باعث بھی۔ آنکھ کے حسرتوں کو گھیر لانے کی ایک صورت یہ ہے کہ یہ دنیاوی مال و متاع کو دیکھتی ہے، اس کی چکا چوند سے خیرہ ہوتی ہے، دل کو دستیاب نعمتوں سے موازنہ کرنے کا سبق پڑھاتی ہے اور رفتہ رفتہ دل کو حسرت و یاس کا مقبرہ بنا ڈالتی ہے۔ یہ آنکھ اونچے محلّات میں گڑ جاتی ہے، لشکارے بھرتی سواریوں پر رِیجھ جاتی ہے، رنگ برنگ کھانوں پر ٹِک جاتی ہے۔ دنیا کی رنگینیاں اس کی بینائی میں ظلمت اور دل میں وحشت کا سامان پیدا کر دیتی ہیں۔ انسان سمجھ بیٹھتا ہے کہ وہ تو محروم و فقیر ہے، اور بھول جاتا ہے کہ امیری تو دل کی امیری ہے۔

آپ نے ایسے بھی لوگ دیکھے ہوں گے جو ہر وقت حالات کا رونا روتے ہوں گے، ضیقِ معاش اور صعوبتِ عیش کی بپتا ہتھیلی پر لیے پھرتے ہوں گے، اس لیے نہیں کہ وہ مظلوم و مقہور ہیں، بلکہ اس لیے کہ جس دنیا کی دوڑ میں وہ لگے ہوئے ہیں، وہ اس میں دیگر لوگوں سے پیچھے رہ گئے ہیں۔

پھر سوشل میڈیا نے اس دروازے کو صرف کھولا نہیں، بلکہ اکھاڑ کر پرے پھینک دیا ہے۔ کوئی امیر ہے تو پوری ڈھٹائی سے اپنے اللّوں تللّوں کی نمائش کر رہا ہے، کوئی پیٹ کا پجاری ہے تو زرق برق کھانوں سے بھوکوں اور ناداروں کا منہ چڑا رہا ہے، بلکہ اب تو دین کے نام لیواؤں نے شادی بیاہ اور مطاعم و مآکل کی ایسی تشہیر شروع کر رکھی ہے جسے دیکھ کر شریعت سے پہلے عقلِ سلیم خفا ہوتی ہے۔ محروم آہیں بھرتے ہیں، کم ہمت حسرتیں پالتے ہیں اور مناسب گزر بسر والے میسر نعمتوں کو حقیر گردان کر زیادہ کی دوڑ میں نکل کھڑے جاتے ہیں۔

اس کا واحد علاج یہ ہے کہ کہ شہواتِ قلب کا گلا گھونٹ دیا جائے، اور چاہتِ دنیا کی چنگاریوں پر پانی ڈال دیا جائے۔ اور یہ کام دو طرح سے ممکن ہے:

أولًا: دل میں یاس کا پودا لگالینا، دنیوی خواہشات کو نومیدی کی چھری سے ذبح کر کے پنپتی حسرتوں کا گلا گھونٹ دینا اور دل کو قناعت ورضا کی بیڑیاں ڈال کر کثرت کی دوڑ سے نکال باہر کرنا۔ یہ بھی شرعی علاج ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

«وَأَجْمِعِ الْيَأْسَ عَمَّا فِي أَيْدِيْ النَّاسِ».

”جو کچھ لوگوں کے پاس ہے، اس سے اچھی طرح ناامید ہو جاؤ۔“[1]

اس پر تفصیل پھر کسی وقت کے لیے اٹھار کھتے ہیں۔

ثانیًا: ملذاتِ دنیا اور نعمتوں کی فراوانی سے نظریں جھکالینا کہ آنکھ کی خودسری دل کے تڑپنے کا سامان کرتی ہے، اور آنکھ کا جُھکا ہونا دل کے چین اور سلامتی کا ضامن ہے۔ شریعت نے غضِّ بصر کا یہ سبق اس لیے پڑھایا ہے کہ مومن کے نفیس و پاکباز دل میں اللہ کی لو لگی رہے اور دنیاوی آلائشیں اسے آلودہ نہ کر دیں۔

اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا :

﴿وَلَا تَـمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْـحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقَى﴾.

”اور اپنی آنکھیں ان چیزوں کی طرف ہر گز نہ اٹھایئے جو ہم نے ان میں سے بعض لوگوں کو دنیاوی زندگی کی زینت کے طور پر برتنے کے لیے دی ہیں، تاکہ ہم انہیں اس میں آزمائیں اور تیرے رب کا دیا ہوا سب سے اچھا اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے۔“[2]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أي لا تنظر إلى ما هؤلاء المترفون وأشباههم ونظراؤهم فيه من النعيم، فإنما هو زهرة زائلة، ونعمة حائلة."

”یعنی ان امراء اور ان جیسے دنیا پرستوں کے ناز و نعم کی طرف مت دیکھیں، کہ یہ زائل ہو جانے والی چکاچوند اور ختم ہو جانے والی نعمت ہے۔“[3]

ہشام بن عروہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كانَ أَبِي إذا رَأى شَيْئًا مِن أَمْرِ الدُّنْيا يُعْجِبُهُ، قالَ: ﴿لا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إلى ما مَتَّعْنا بِهِ أَزْواجًا مِنهُمْ﴾".

”ابا جان (عروہ بن زبیر رحمہ اللہ) کو جب دنیا کی کوئی چیز بھاتی تو یہ آیت پڑھتے : ﴿لا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إلى ما مَتَّعْنا بِهِ أَزْواجًا مِنهُمْ﴾“. [4]

1.(سنن ابن ماجه : ٤١٧١، حسَّنه الألباني)

2.(سورة طه : ١٣١)

3.(تفسير ابن كثير : ٢٨٧/ ٥)

4.(مصنف ابن أبي شيبة : ٣٠١١٦)

نیز بیان کرتے ہیں:

"أَنَّهُ كانَ إذا دَخَلَ عَلى أَهْلِ الدُّنيا فَرَأى مِن دُنْياهُمْ طَرَفًا، فَإذا رَجَعَ إلى أَهْلِهِ فَدَخَلَ الدّارَ، قَرَأ ﴿لا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إلى ما مَتَّعْنا بِهِ أَزْواجًا مِنهُمْ زَهْرَةَ الحَياةِ الدُّنْيا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ورِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وأَبْقى وأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلاةِ واصْطَبِرْ عَلَيْها لا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ والعاقِبَةُ لِلتَّقْوى﴾ [طه ١٣٢] قالَ: الصَّلاةَ الصَّلاةَ رَحِمَكُمُ اللَّـهُ."

"اباجان جب دنیاداروں کے ہاں جاتے اور ان کے دنیاوی ٹھاٹ باٹ میں سے کچھ دیکھتے، تو گھر آکر اہلِ خانہ کے سامنے یہ آیت تلاوت فرماتے: ﴿لا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إلى ما مَتَّعْنا بِهِ أَزْواجًا مِنهُمْ زَهْرَةَ الحَياةِ الدُّنْيا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ورِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وأَبْقى وأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْها لا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ والعاقِبَةُ لِلتَّقْوى﴾ اور کہتے: نماز، نماز، اللہ تم پر رحم فرمائے!"[1]

یہ بھی غور فرمائیں کہ اللہ نے دنیاوی مال ومتاع پر نظر ٹکانے کو کیسے "مدّالعین" سے تعبیر کیا ہے، گویا انسان نظر کے ذریعے ہی سب کچھ سمیٹنا چاہتا ہو!! کیا ہی شاندار تعبیر ہے! فسبحان من هذا كلامه !

دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے اپنے خلیل ﷺ سے فرمایا:

﴿ولَقَدْ آتَيْناكَ سَبْعًا مِنَ المَثانِي والقُرْآنَ العَظِيمَ لا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إلى ما مَتَّعْنا بِهِ أَزْواجًا مِنهُمْ﴾.

"اور بلاشبہ یقینا ہم نے آپ کو بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں اور بہت عظمت والا قرآن عطا کیا ہے۔ سو اپنی آنکھیں اس چیز کی طرف ہرگز نہ اٹھایئے جس کے ساتھ ہم نے ان کے مختلف قسم کے لوگوں کو فائدہ دیا ہے۔"[2]

شیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"أي: لا تعجب إعجابا يحملك على إشغال فكرك بشهوات الدنيا التي تمتع بها المترفون، واغترَّ بها الجاهلون، واستغن بما آتاك الله من المثاني والقرآن العظيم ."

1.(الزهد لأبي داؤد : ٤٢٧)

2.(سورة الحجر : ٨٧ – ٨٨)

''یعنی ان دنیاداروں سے اس نوعیت کا اثر مت لیجیے جو آپ کی فکر کو ان دنیاوی شہوات میں اٹکانے لگے جن سے یہ دنیاپرست حظ اٹھارہے ہیں اور جاہل دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں، اور جو اللہ نے آپ کو مثانی اور قرآنِ عظیم عطا کیا ہے، اس کے ذریعے بے نیاز ہو جاییے۔''[1]

گویا بندۂ مومن کو تو اللہ نے قرآن اور علم کا نور عطا کیا ہے، اور یہ وہ نعمت ہے جو دنیا کی دنیا خرچ کر کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ تو جس کے دامن میں ہیرے جواہرات ہوں، اسے کوڑے کے ڈھیر سے کیا کام؟!

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے تھے :

"مَن أُعْطِيَ القُرْآنَ فَمَدَّ عَيْنَيْهِ إلى شَيْءٍ مِمّا صَغَّرَ القُرْآنُ فَقَدْ خالَفَ القُرْآنَ، أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَهُ سُبْحانَهُ وتَعالى: ﴿ولَقَدْ آتَيْناكَ سَبْعًا مِنَ المَثانِي والقُرْآنَ العَظِيمَ لا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إلى ما مَتَّعْنا بِهِ أَزْواجًا مِنهُمْ﴾."

'' جسے قرآن دیا گیا، پھر اس نے کسی ایسی چیز پر نظر ٹکائی جس کے مقابلے میں قرآن کم تر ہو گیا تو اس نے قرآن کی مخالفت کی۔ کیا تم نے اللہ سبحانہ وتعالی کا یہ فرمان نہیں سنا: ﴿ولَقَدْ آتَيْناكَ سَبْعًا مِنَ المَثانِي والقُرْآنَ العَظِيمَ لا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إلى ما مَتَّعْنا بِهِ أَزْواجًا مِنهُمْ﴾''[2]

ان دو آیات میں دل کو سکرتِ دنیا سے نکالنے اور کفاف وعفاف پر استوار کرنے کیلیے متعدد امور کا ذکر ہے:

١) انسان سوچے کہ یہ مال ومتاع "زهرة الدنيا" ہے۔ ایک خوشنما پھول اور ایک حسین منظر کی مانند کہ نظر تو بہل جاتی ہے مگر اسے دوام نہیں۔

٢) اسے یہ معلوم ہو کہ یہ دنیا اپنے خریداروں کیلیے فتنہ وآزمائش ہے، سو عافیت میں وہ ہوا جو اس سے محروم ہے، نا کہ وہ جو اس میں مبتلا ہے۔ اسی لیے بعض مفسرین نے حیاتِ طیبہ کی تفسیر قناعت سے کی ہے۔

٣) اسے یہ بھی معلوم ہو کہ بقاء ودوام اور لذت واستراحت اخروی رزق میں ہے۔ اگر دوڑ لگانی ہے تو آخرت کیلیے لگانی چاہیے اور عالیشان زندگی کی خواہش ہے تو جنت کیلیے تگ ودو کرنی چاہیے۔

٤) اسے اس بات کا پتہ ہو کہ قرآن مجید، قیام اللیل، اور دین پر صبر واصطبار ہی مومن کی اصل دولت ہے۔ اگر اس کے پاس یہ دولت ہے تو وہ غنی ہے، اور اگر یہ نہیں تو وہ مال ودولت کی فراوانی کے باوجود فقیر ہے۔

---

1. (تفسير السعدي : ٤٣٤)

2. (فضائل القرآن للقاسم بن سلام : ١١٤)

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں:

"يا بُنَيَّ لا تُتْبِعْ بَصَرَكَ كُلَّما ترى فِي النّاسِ فَإِنَّهُ مَن يَتْبَعْ بَصَرَهُ كُلَّما يرى فِي النّاسِ يَطُلْ تَحَزُّنُهُ ولا يَشِفُّ غَيْظُهُ ومَن لا يَعْرِفْ نِعْمَةَ اللهِ إلّا فِي مَطْعَمِهِ أوْ مَشْرَبِهِ فَقَدْ قَلَّ عِلْمُهُ وحَضَرَ عَذابُهُ، ومَن لا يَكُنْ غَنِيًّا مِنَ الدُّنْيا فَلا دُنْيا لَهُ."

''بیٹا جی! جو بھی لوگوں کے پاس دیکھو اپنی نظر اس کے پیچھے نہ ڈال دیا کرو، بیشک جو لوگوں کی نعمتوں کے پیچھے نظر لگا لیتا ہے، اس کا غم طول پکڑ لیتا ہے اور اس کا غصہ ٹھنڈا ہو کر نہیں دیتا۔ اور جو اللہ کی نعمت صرف کھانے پینے میں ہی سمجھتا ہے تو اس کا علم کم ہے اور (حزن و غیظ کی صورت میں اس کا) عذاب ہر وقت تیار ہے، اور جو دنیا سے بے نیاز نہ ہو تو اس کی بھی کوئی دنیا ہے''![1]

اصحابِ تفاسیر نے یہی قول سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور اس کے شروع میں یہ الفاظ ہیں :

"فمن لم يتعز بعزاء الله تقطعت نفسه حسرات على الدنيا..."

''تو جو کوئی اللہ کے دلاسے سے دلاسہ نہ پکڑے (کہ اصل رزق تو آخرت کا ہے) تو اس کی سانس دنیا کی حسرتوں میں اٹک کر رہ جاتی ہے۔''[2]

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ جس چیز کی طرف مدّعین سے منع کیا گیا ہے، وہ فی نفسہ بھی محمود نہیں ہو سکتی۔ بعض لوگوں کو جب دین کا بابِ زہد و قناعت نہیں بھایا تو وہ "اظہارِ نعمت" کے راستے سے اس ترف و تنعم کی وادی میں داخل ہوئے، اور یہ بلاشبہ شیطان کی زبردست تلبیس ہے۔

نبی کریم ﷺ نے غضِّ بصر کے اس باب کی مزید تقریر و تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

«أُنْظُرُوا إلى مَن أسْفَلَ مِنكُمْ، ولا تَنْظُرُوا إلى مَن هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أجْدَرُ أنْ لا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ».

''اپنے سے کم تر کی طرف دیکھو، اپنے سے اوپر والے کی طرف نہ دیکھو، یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ تم اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہ سمجھنے لگ جاؤ۔''[3]

کیونکہ آنکھ جب دل کو حسرتوں کا مہمان کرتی ہے، تو اس کا لازمی نتیجہ دستیاب نعمتوں کی ناشکری کی صورت میں نکلتا ہے۔ اس لیے شریعت نے یہ تعلیم دی ہے کہ دنیا دوڑ لگانے کا میدان ہے ہی نہیں۔

---

1. (الزهد لأحمد : ٧١٢)

2. (تفسير الواحدي : ٥٦١/ ١٤ ، تفسير البغوي : ٢٨١/ ٣)

3. (صحيح مسلم : ٢٩٦٣)

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قال الطبری: هذا حديث جامع للخير؛ لأن العبد إذا رأى من فوقه فی الخير طالت نفسه باللحاق به، واستقصر حاله التی هو عليها، واجتهد فی الزيادة. وإذا نظر فی دنياه إلى من دونه تبين نعم الله عليه، فألزم نفسه الشكر. هذا معنى كلامه وإذا لم يفعل ما حض عليه النبی ﷺ كان الأمر بالعكس فأعجب بعمله، وكسل عن الزيادة من الخير، ومد عينيه إلى الدنيا، وحرص على الازدياد منها وازدراء نعم الله عليه ولم يؤد حقها."

"طبری کہتے ہیں: اس حدیث میں بھلائی جمع کر دی گئی ہے، کیونکہ بندہ جب دنیا میں اپنے سے اوپر والوں کو دیکھتا ہے تو ان جیسا ہونے کیلیے مچلتا ہے، اور اپنی حالت کو کم تر خیال کرتے ہوئے زیادہ کیلیے تگ و دو کرتا ہے۔ اور جب دنیا میں اپنے سے کم تر کو دیکھتا ہے تو اسے اپنے اوپر اللہ کی نعمتیں نظر آنے لگتی ہیں اور شکر گزاری پر کاربند ہوتا ہے۔ طبری کی بات کا لب لباب یہی ہے۔ اور اگر بندہ نبی کریم ﷺ کی تلقین پر عمل نہ کرے تو معاملہ برعکس ہوتا ہے کہ اپنے عمل پر تکیہ کر لیتا ہے، اور نیکی میں آگے بڑھنے میں سست روی اختیار کرتا ہے، دنیا پر نظریں جما لیتا ہے، زیادہ سے زیادہ دنیا کی حرص میں اللہ کی نعمتوں کو حقیر خیال کرنے لگتا ہے اور ان کا حق ادا نہیں کرتا۔"[1]

یحیی بن یمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کے ہمراہ تھا۔ میں ایک گھر کو نظر اٹھا کر دیکھنے لگا۔ سفیان فرمانے لگے:

"لا تَنْظُرْ إِلَيْها؛ فَإِنَّما بُنِيَتْ لِكَيْ يَنْظُرَ إِلَيْها مِثْلُكَ."

"اس کی طرف مت دیکھو، یہ اسی لیے بنایا گیا ہے کہ تم جیسے لوگ اسے دیکھتے پھریں۔"[2]

گویا دنیاداروں کا منشا ہی یہ ہوتا ہے کہ ان کے کرّوفر کی طرف نظریں اٹھتی پھریں۔ جبکہ نظریں اٹھانے والے سوائے کُڑھنے کے یا موجود نعمتوں کی ناقدری کرنے کے کچھ حاصل نہیں کرتے۔ اسی لیے شریعت نے لباسِ شہرت بھی منع کیا ہے کہ اس کی طرف نظریں اور انگلیاں اٹھتی ہیں۔

عون بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"كُنْتُ أُجالِسُ الأغْنِياءَ فَلا أزالُ مَغْمُومًا كُنْتُ أرى ثَوْبًا أحْسَنَ مِن ثَوْبِي ودابَّةً أفْرَهَ مِن دابَّتِي فَجالَسْتُ الفُقَراءَ فاسْتَرَحْتُ."

---

1. (إكمال المعلم بفوائد مسلم: ٨/ ٥١٥)

2. (الورع لابن أبي الدنيا: ٧٦)

''میرا اٹھنا بیٹھنا امیروں میں ہوا کرتا تھا تو میں مغموم ہی رہتا تھا کہ فلاں کپڑے میرے کپڑوں سے اچھے، اور فلاں سواری میری سواری سے بہتر۔ پھر میں فقراء کے ساتھ بیٹھنے لگا تو راحت نصیب ہو گئی۔''[1]

ان نصوص کی بنا پر بعض اہلِ علم نے کبائر کی فہرست میں یہ بات بھی ذکر کی ہے :

"اَلنَّظَرُ إلى الأغْنِياءِ وتَعْظِيمُهُمْ لِغِناهُمْ."

''امیروں کی طرف دیکھنا اور ان کی امیری کے سبب ان کی تعظیم کرنا۔''[2]

اور بعض مشایخ نے حرام نظروں میں یہ بات درج کی ہے:

"النظر إلى الجبابرة بعين التعظيم، والرضا بأحوالهم، واتباعهم البصر تعظيما."

''جبابرہ کو تعظیم کی آنکھ سے دیکھنا، ان کے مادی تقدم پر راضی ہونا، اور تعظیم کی نظروں سے ان کا پیچھا کرنا۔''[3]

اسی طرح بعض نے غضِ بصر کی تشریح میں کہا ہے:

"وغُضُّوا أبْصارَكُمْيَعْنِي غُضُّوا أبْصارَكُمْ عَنْ عَوْراتِ النّاسِ، وعَنِ النَّظَرِ إلى مَحاسِنِ المَرْأةِ الَّتِي لا يَحِلُّ لَهُ النَّظَرُ إلَيْها، وعَنِ النَّظَرِ إلى الدُّنْيا بِعَيْنِ الرَّغْبَةِ."

''اور اپنی نظریں جھکاؤ، یعنی انہیں جھکاؤ لوگوں کے عیوب سے، اور عورت کے مواضعِ حُسن سے جنہیں دیکھنا حلال نہیں ہے، اور دنیا کو رغبت کی نظر سے دیکھنے سے۔''[4]

نیز آدابِ معاشرت میں بھی یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ:

"ولا تنظر إليهم بعين التعظيم لهم في حال دنياهم فَإنَّ الدُّنْيا صَغِيرَةٌ عِنْدَ اللهِ صَغِيرٌ ما فيها."

''اور لوگوں کو ان کے دنیاوی معیارات میں تعظیم کی نگاہ سے مت دیکھو، کہ یہ دنیا اللہ کے نزدیک حقیر ہے اور جو کچھ اس میں ہے سب حقیر ہے۔''[5]

---

1. (العزلة للخطابي : ٢٨)

2. (الزواجر عن اقتراف الكبائر للهيتمي : ١٢٩/ ١)

3. (النصيحة الكافية لزروق : ١١)

4. (تنبيه الغافلين للسمرقندي : ١٥٧)

5. (إحياء علوم الدين للغزالي : ٢١١/ ٢)

عقل مند انسان کو سوچنا چاہیے کہ دنیاداروں کو حسرت سے دیکھتے رہنا اور ان جیسا بننے یا ان سے آگے نکلنے کی خواہش میں خود کو گھلانا صرف اذیت کا سامان ہی تو ہے! پھر یہ ایسی دوڑ ہے کہ اس کا کوئی اختتام نہیں۔ اگر یہی ہمت آخرت بنانے کیلیے صرف کر دی جائے اور اُس بڑی دوڑ کی تیاری کی جائے تو ذہنی آسودگی بھی نصیب ہو اور میسر نعمتوں پر شکر و قدر دانی کا جذبہ بھی پیدا ہو۔ ورزق ربك خير وأبقى!

فیضان فیصل

21جنوری،2023ء

٢٨ جمادى الآخرة ١٤٤٤هـ